قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

# الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 25۔اپریل 2020ء | یکم رمضان 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ: 100

## فرمانِ رسول ﷺ

### آغاز رمضان

رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب رمضان کی پہلی رات شروع ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکشوں کو زنجیر پہنا دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں ۔ آخر رمضان تک اُن میں سے کوئی دروازہ نہیں کھلتا۔ اس کے بالمقابل آغاز رمضان سے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور کوئی دروازہ بند نہیں کیاجاتا ۔ ہر رات منادی نداء کرتا ہے کہ اے خیر و برکت کے طلبگار ! آگے آ اور اے شر کے چاہنے والے ! بُرے کاموں سے باز آجا۔ اللہ تعالیٰ رمضان میں بہت سے لوگوں کو آزاد فرماتا ہے۔ (الترمذی و ابن ماجہ)

## حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

### اعمال کا دارومدار نیت پر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

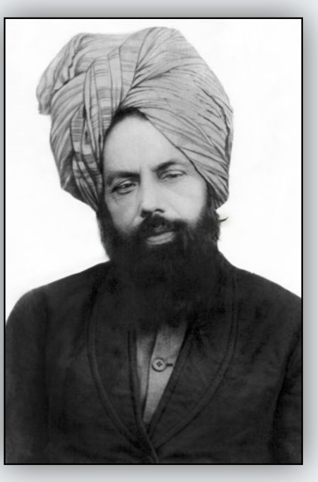

- ’’جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ رمضان میں روزہ رکھتاہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتاہے۔ خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزے رکھے۔ خداتعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ نجات فضل سے ہے نہ کہ اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی نجات حاصل کرسکتاہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایاکہ مرض تھوڑی ہویا بہت اور سفر چھوٹا ہو یا لمباہو۔ بلکہ حکم عام ہے اوراس پر عمل کرنا چاہئے۔ مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا ۔‘‘ (ملفوظات جلد پنجم ص 321)

- ’’اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات۔ یہ لوگ اپنی حالتوں کو مخفی رکھتے ہیں ۔ ہر شخص تقویٰ و طہارت سے اپنی حالت سوچ لے۔ اگر کوئی اپنی جگہ مزدوری پر رکھ سکتا ہے تو ایسا کرے ورنہ مریض کے حکم میں ہے۔ پھر جب میسّر ہو رکھ لے۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم ص296-297)

## ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتاہے۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِىْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِىْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ

(البقرۃ:187)

ترجمہ:اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

## فرمان خلیفہ وقت

### مضطر کی دعا خدا جلد سنتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

’’اللہ تعالیٰ نے مختلف طریقوں سے بندوں کو جو دعا کی طرف توجہ دلائی ہے اور یہ کہا ہے کہ میں تمہارے قریب آ جاتا ہوں اس میں صرف رمضان کے مہینہ کا ہی ذکر نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ جو بھی بے چین ہو اور بے قرار ہو کر میری طرف دعا کرتے ہوئے آتا ہے میں اس کی دعا سنتا ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ (النمل:63) وہ کون ہے جو بے قرار کی دعا سنتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور تکلیف دُور کر دیتا ہے۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ (النمل:63) کیا اللہ کے سوا کوئی اور بھی معبود ہے جو یہ سب کچھ کر سکتا ہے؟ یعنی کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو مضطر کی دعا سنتا ہے۔ اس کی تکلیفوں کو دُور کرتا ہے جب اس کو ایک شخص اضطراری حالت میں پکارے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ اس آیت کے حوالے سے فرمایا کہ ’’خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ایک جگہ پر اپنی شناخت کی یہ علامت ٹھہرائی ہے کہ تمہارا خدا وہ خدا ہے جو بے قراروں کی دعا سنتا ہے۔‘‘ (ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 259)

(خطبہ جمعہ مؤرخہ 30جون 2017ء)

## اس شمارہ میں

- اداریہ۔رمضان اور قرآن لازم وملزوم
- لقاء حاصل کرنے کے لئے دعا کرو
- اصلاح نفس کا مہینہ
- درود شریف کی برکات
- حضرت خلیفہ اولؓ کے واقعات

اداریہ

# رمضان اور قرآن لازم و ملزوم ہیں

رمضان اورقرآن آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ قرآن کے نزول کاآغاز 24رمضان کو ہوا۔ کہتے ہیں قرآن کریم رمضان میں ناز ل ہوا یا رمضان کے بارے میں نازل ہوا۔ حضرت جرائیلؑ رمضان میں نازل ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قرآن کا ورد کیا کرتے تھے۔آنحضورﷺ خود بھی کثرت کے ساتھ رمضان میں تلاوت فرماتے اور صحابہ کرامؓ کو بھی کثرت کے ساتھ رمضان میں تلاوت کرنے کی ہدایت فرماتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے کچھ عرصہ قبل''ہماری تعلیم'' کے مطالعہ کی طرف احباب کو توجہ دلائی۔ ہماری تعلیم میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن کی کریم کی تلاوت اور اس میں بیان تعلیم پر عمل پیرا ہونے کی طرف توجہ دلائی ہے۔یہاں قرآن کریم کے بارے ہماری تعلیم درج ہے تا رمضان میں کثرت سے تلاوت کر کے ثواب حاصل کریں۔

حضورؑ فرماتے ہیں۔

تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن کریم کو مہجور کی طرح نہ چھوڑدو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ اور جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے۔ ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ (ص13)

آسمان کے نیچے نہ اس (محمدؐ) کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے۔اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ (ص13)

جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل ہیں۔سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھواور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اَلْخَیْرُکُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔یہی بات سچ ہے۔افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں ۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدّق یا مکذّب قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی۔اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت کے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے ۔ یہ بڑی دولت ہے۔ اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی۔ (ص24)

قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔ انجیل کا لانے والا وہ روح القدس تھا جو کبوتر کی شکل پر ظاہر ہوا جو ایک ضعیف اور کمزور جانور ہے جس کو بلّی بھی پکڑ سکتی ہے ۔ اسی لئے عیسائی دن بدن کمزوری کے گڑھے میں پڑتے گئے اور روحانیت ان میں باقی نہ رہی۔کیونکہ تمام ان کے ایمان کا مدار کبوتر پر تھا۔مگر قرآن کا روح القدس اس عظیم الشان شکل میں ظاہر ہوا تھا جس نے زمین سے لیکر آسمان تک اپنے وجود سے تمام ارض و سماء کو بھر دیا تھا۔ پس کجا وہ کبوتر اور کجا یہ تجلّی عظیم جس کا قرآن شریف میں بھی ذکر ہے۔قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے۔ اگر صوری اور معنوی اعراض نہ ہو۔ قرآن تم کو نبیوں کی طرح کر سکتاہے اگر تم خود اس سے نہ بھاگو۔ بجز قرآن کس کتاب نے اپنی ابتداء میں ہی اپنے پڑھنے والوں کو یہ دعا سکھلائی اور یہ امید دی کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ یعنی ہمیں اپنی ان نعمتوں کی راہ دکھلا جو پہلوں کو دکھلائی گئی جو نبی اور رسول اور صدیق اور شہید اور صالح تھے۔ پس اپنی ہمتیں بلند کر لو اور قرآن کی دعوت کو رد مت کرو ۔ وہ تمہیں وہ نعمتیں دینا چاہتا ہے جو پہلوں کو دی تھیں۔

(ص24۔25)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن کریم میں بیان تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق دے اور رمضان میں قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کرکے ثواب حاصل کرنے والا بنائے۔ آمین

**(ابو سعید)**

## نبی ہے ڈھال ہمیشہ ہمارے لئے

الٰہی بھیج تو کوئی صبا ہمارے لئے
کہ خوشبو اوڑھ کے نکلے رِدا ہمارے لئے
خوشا کہ سلسلہ اپنا محمدیؐ ہے ملا
خوشا مسیحا بنا حوصلہ، ہمارے لئے
زمیں نے جب کبھی معبود گھڑ لئے اپنے
تو آسمان سے اُترا خدا، ہمارے لئے
درود پڑھتے ہوئے جب سفر پہ نکلے ہم
نبی ہے ڈھال ہمیشہ، دعا، ہمارے لئے
ہر ایک رات سحر لے کے اپنی آئی ہے
اندھیرا درد کا کاندھا بنا، ہمارے لئے
ہمیں یقیں ہے کہ وہ اک صدا پکارے گی
کسی بھی رنگ میں ہو گی عطا، ہمارے لئے
ہمارے واسطے تاریکیاں مٹائی گئیں
کہ روشنی نے ہے رکھا دیا، ہمارے لئے

سعدیہ مبارکہ۔فجی

## کرونا

اٹھو سونے والو کرونا ہے آیا
وہ دنیا کو دینے یہ پیغام لایا

جو دنیا میں پڑ کر خدا کو تھے بھولے
انہیں ایک جھٹکے سے رب نے جگایا

گناہوں میں دنیا بڑھی جا رہی تھی
خدا کے جو فرماں تھے ان کو بُھلایا

خدا بن کے بیٹھے تھے تم اس زمیں پر
خدا نے وجود اپنا تم کو بتایا

تکبر تمہارا کرونا نے توڑا
تمہیں پھر اچانک خدا یاد آیا

مومن اسی رب سے تم خیر مانگو
دنیا کو جس نے ہے جلوہ دکھایا

خواجہ عبد المومن۔ناروے

# رمضان میں خصوصیت سے لقاء حاصل کرنے کی دعائیں کریں

## (اقتباسات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ از خطبہ جمعہ 30مارچ 1991ء)

### خداسے لقاء کی تیاری

’’حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے ایک بار کسی نے یہ سوال کیا کہ یا رسول اللہؐ! قیامت کب ہوگی۔ تو آپ نے جواباً فرمایا۔ تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ بہت ہی پیارا اور بہت پر حکمت جواب ہے۔ کب سے انسان کو غرض نہیں ہونی چاہئے۔ تیاری ہمیشہ رہنی چاہئے۔ پس گزشتہ جمعہ میں میں نے اللہ تعالیٰ سے لقاء کے متعلق جو دعاؤں کی تحریک کی تھی۔ اس کے تعلق میں مجھے خیال آیا کہ تیاری کے سلسلے میں بھی یہ باتیں آج آپ کے سامنے رکھوں۔ کیونکہ قیامت کی تیاری در حقیقت لقاء کی تیاری ہے اور دونوں ایک ہی مضمون ہیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے جب فرمایا کہ قیامت کی کیا تیاری کی ہے تو بلاشبہ اس سے مراد یہ تھی کہ قیامت میں تو خداسے لقاء ہوگی یعنی وہ لقاء جو ایک نہ ایک رنگ میں ہر ایک کو نصیب ہوگی۔ اس کے سامنے پیش ہونا ہو گا۔ ان معنوں میں لقاء۔ پس جب پیش ہو گے تو اس کے لئے کیا تیاری ہے اور مراد درحقیقت یہ تھی کہ اصل لقاءجو تعلق اور محبت کی لقاء ہوا کرتی ہے، اس کے لئے اگر تم نے اس دنیا میں تیاری نہ کی تو قیامت کا تمہیں کوئی بھی فائدہ نہیں ہو گا۔ پس اس پہلو سے ہمیں خدا تعالیٰ کی لقاء کے مضمون کو سمجھنا بھی چاہئے اور اس کے لئے ہمہ وقت تیاری بھی کرنی چاہئے۔‘‘

### خدا کی لقاء ایک لامتناہی سفرہے

’’اس ضمن میں پہلی بات تو یہ آپ کے سامنے رکھنی چاہتا ہوں کہ لقاء کسی ایسے ایک لمحے کی ملاقات کا نام نہیں جو اچانک نصیب ہو جاتا ہے اور جس طرح آپ ایک ایسے دوست سے ملتے ہیں اور پھر اس سے جدا ہو جاتے ہیں اور اس کی خوشیاں دل میں لئے پھرتے ہیں ،خدا سے بھی گویا اسی قسم کی کوئی ملاقات ہوگی۔ لقاء کا مضمون جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے مختلف ملفوظات اور کتب میں بہت کھول کر بیان فرمایا ہے، عام انسانی ملاقات سے مختلف حیثیت رکھتا ہے۔ یہ لقاء ایسی ہے جس میں جس حصے کی لقاء نصیب ہو جائے وہ پھر مستقل لقاء رہتی ہے اور اگلے کی طلب پیدا ہو جاتی ہے۔ خداتعالیٰ کی لقاء دنیا میں بیک وقت کسی کو نصیب نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ لامحدود ہے اور انسان محدود ہے۔ اور محدود انسان لامحدود میں سفر کر سکتا ہے لیکن اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ پس لقاء باری تعالیٰ کا مضمون خدا کی ذات میں سفر کرنے کا مضمون ہے اور جو قدم آگے بڑھایا جا تا ہے پھر اس میں واپسی نہیں ہوا کرتی۔ جتنا حصہ خدا کا پالیا۔ یہ تو نہیں ہوا کرتا کہ پھر اس کے بعد خدا کے احاطے میں سے باہر نکل جائیں اور کہیں یہ لقاء ہوگئی۔ اب ایک دو سری لقاء کی کوشش کرتا ہوں بلکہ ایک سفر ہے جو لامتناہی ہے تبھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ایک دفعہ جب ایک کھوکھلے فلسفی نے سوال کیا کہ اگر کوئی انسان سمندر میں کشتی پر سفر کر رہا ہو اور کنارہ آجائے اور پھر بھی کشتی میں بیٹھا رہے تو اس کے متعلق آپ کیا خیال کریں گے جیسا کہ میں نے پہلے بھی یہ واقعہ بیان کیا ہے۔ بڑا دلچسپ ہے۔ مطلب یہ تھا کہ عبادتیں کرتے ہو اس غرض سے کہ خدا مل جائے لیکن اگر خدا مل جائے اور پھر کشتی میں ہی بیٹھے رہو تو بڑی بے وقوفی ہوگی۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر تو کوئی کنارے والا سمندر ہو تو کشتی میں بیٹھے رہنا بہت بے وقوفی ہے لیکن اگر کوئی سمندر بے کنارہ ہو تو کسی مقام کو کنارا سمجھ کر وہاں جو اترے گا ،وہ وہیں ہلاک ہو جائے گا۔‘‘

’’پس خدا تعالیٰ کی لقاء کا مضمون دراصل یہی ایک لا متناہی سفر ہے اور اس سفر میں کوئی واپسی نہیں ہے کوئی قدم پیچھے اٹھنے والا نہیں ہے کیونکہ اگر اس سفر میں واپسی شروع ہو جائے تو وہ بہت ہی زیادہ خطرناک بات ہے۔ خدا کو پانے کے بعد اس سے بے وفائی کرنا اور اس سے منہ موڑنا ہلاکت کو دعوت دینے والی بات ہے۔ پس ایسی لقاء جو مسلسل بڑھتی چلی جائے اس کو لقائے باری تعالیٰ کہتے ہیں اور جو اس دنیا میں نصیب ہونی شروع ہو جائے پھر قیامت کے دن اس لقاء کا ایک ظاہری نظارہ بھی دکھائی دے گا۔ تو کیا ہوگا ہم اس کا تصور نہیں باندھ سکتے۔ مگر ہر شخص کی لقاء کی حیثیت اور توفیق اس دنیا میں طے ہوگی اور جتنی لقاء اس دنیا میں کسی کو نصیب ہوئی ہے، اس سے ممکن ہے ہزاروں لاکھوں گنا زیادہ اس میں روشنی پیدا ہوجائے اور اس لقاء کی جزاء یہ ہو کہ خدا ایسے دکھائی دینے لگے گویا ہماری آنکھوں کے سامنے ظاہر ہو گیا ہے مگر اس کے باوجود ہر شخص کی لقاء الگ الگ ہے۔ چنانچہ اس گڈریے کی لقاء اور تھی جو خدا تعالیٰ سے اپنے رنگ میں پیار سے باتیں کر رہا تھا کہ تو مجھے ملے تو میں تیری جوئیں ماروں، تیرے کپڑے دھوؤں،کانٹے نکالوں اور موسیٰ کی لقاء اور تھی،موسیٰ کو خدا تعالیٰ نے کلیم اللہ کا لقب عطا فرمایا۔ اور لقاء کے تعلق میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کا ایک خاص مقام تھا مگر وہ مقام محمد مصطفی (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) کی لقاء کے مقابل پر کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ پس وہ سفر جو ایک گڈریے کی لقاء سے شروع ہوتا ہے، وہ طور پر جاکر ختم نہیں ہوتا بلکہ طور کے بعد مقام محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم آتاہے یعنی محمد مصطفیؐ کا قلب جس پر خدا جلوہ گر ہوا تو انسانی بقاء کا مضمون کامل ہوا۔ لیکن یہ مطلب نہیں کہ خدا محدود ہو گیا۔ مراد صرف یہ ہے کہ انسان کو خدا تعالیٰ نے جتنی توفیق عطا فرمائی ہے، جتنی استطاعت بخشی ہے، اس کی آخری حد تک خدا تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو پہنچنے کی توفیق بخشی لیکن ساتھ ہی معراج میں یہ بات ظاہر فرمادی کہ وہ حد آپ کی آخری حد تھی۔ خدا کی آخری حد نہیں تھی بلکہ خدا کی حدود کا آغاز تھا۔یہاں وہ تمثیلی ہی کی ہوگی۔جو انسان کی حد کو خدا کی حدوں سے جدا کرتی ہے۔ وہاں تک پہنچنا انسان کامل کا کام تھا لیکن یہ مراد نہیں کہ اس کے بعد خدا ختم ہوجاتا ہے۔ خدا تو ایک لامتناہی ہستی ہے اور پھر اپنے فضل سے اس نے کس حد تک آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو اپنے اندر سفر کی توفیق بخشی۔ یہ ایک عام انسان خواہ وہ کیساہی نیک اور بزرگ اور فلسفی کیوں نہ ہو، سوچ بھی نہیں سکتا کیونکہ یہ ایسی باتیں ہی جن کا تصور تجربے کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتا۔ بہت سی باتیں ایسی ہیں جو تجربے کے بغیر بھی سوچی جا سکتی ہیں۔ بہت سی ایسی باتیں ہیں جو بغیر تجربے کے نصیب نہیں ہو سکتیں...... پس اگر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بھی عام انسانوں کو مکمل طور پر دکھائی نہیں دے سکتے تو خدا تعالیٰ کے متعلق یہ تصور کر لینا کہ اس کی لقاء آناً فاناً ایک جلوے کی صورت میں ظاہر ہو اور وہی اس کا منتہی بن جائے یہ ناممکن بات ہے یہ بے وقوفی والی بات ہے۔ پس اس پہلو سے لقاء کے مضمون کو اپنی توفیق کے مطابق سمجھنے اور اپنی توفیق کے مطابق اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے......‘‘

### جماعت احمدیہ میں اصلاح بہت آسان ہے

’’پس یہ جو مضمون ہے اس کو سمجھتے ہوئے رمضان شریف میں اپنے اوپر غور کریں۔ بعض دفعہ خدمت سلسلہ کرنے والے جو خط لکھتے ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی بہت ہی اصلاح کی گنجائش ہے اور بہت تکلیف دہ حالت ہے۔ میں نے ایک لمبا سلسلہ خطبات کا شروع کیا تھا، مختلف اخلاق پر زور دینے کے لئے، مالی لین دین، بیویوں سے سلوک، خاوندوں سے سلوک ،دوستوں سے گفتگو میں طرز تکلم میں اصلاح وغیرہ وغیرہ۔ وہ اگلی صدی میں داخل ہونے کا بہانہ سامنے رکھ کرتا کہ اس طرح جماعت میں ایک ولولہ پیدا ہو، جوش پیدا ہو، میں نے وہ باتیں بیان کیں لیکن حقیقت میں تو ان باتوں کا صدیوں سے تعلق نہیں تھا وہ ایک دائمی اہمیت دائمی حیثیت کی باتیں ہیں۔ حقیقت میں ان باتوں کا صدیوں سے نہیں بلکہ ہر آنے والے لمحے سے تعلق ہے۔ کیونکہ خداتعالیٰ کی وہ لقاء جو زبردستی کی لقاء ہوگی ،ہمارا اس میں اختیار نہیں۔ ہم نے بہرحال لوٹ کے اس کے پاس جانا ہے۔ وہ تو صدیوں کا انتظار نہیں کیا کرتی۔ اس میں تو لمحے لمحے کی بھی ہمیں خبر نہیں کہ اب ہوگی یا اگلے لمحے ہوگی۔ پس وہ ساری باتیں ایسی ہیں جن کالمحات سے تعلق ہے اور ہر آنے والے لمحے سے تعلق ہے۔ ان باتوں میں اصلاح کریں اور پھر دیکھیں کہ آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کی لقاء زیادہ آسان ہونی شروع ہو جائے گی اور بعض دفعہ اخلاق کی ترقی کے ساتھ انسان جزوی طور پر خدا کو اس طرح پانا شروع کردیتا ہے کہ اس کو پھر چسکا پڑ جاتا ہے۔ پھر وہ آگے بڑھتا چلا جا تا ہے۔ پھر اور آگے بڑھتا چلا جاتا اور جو لقاء لطف ہے وہی اگلے قدموں کے لئے غذا بن جاتا ہے لیکن اگر وہ لطف ہی نصیب نہ ہوا ہو تو اگلے قدم کے لئے طاقت نہیں ہوتی بلکہ قدم واپس مڑتے ہیں اور دنیاوی مادی لذتوں پر جھکتے ہیں اور انسان دن بدن اپنے ذوق میں زیادہ سفلہ پن محسوس کرنے لگتا ہے لیکن ایسے بھی ہیں جو کوئی محسوس نہیں کرتے۔ ان کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ پس خدا کی طرف سفر کے لئے ذوق کا لطیف تر ہوتے چلے جانا نہایت ضروری ہے۔ پس اپنے ماحول میں اپنے بچوں سے گفت وشنید میں اعلیٰ ذوق کا مظاہرہ کریں۔اپنی بیویوں سے گفت وشنید میں اعلیٰ ذوق کا مظاہرہ کریں۔ بیویاں خاوندوں سے گفت وشنید میں اعلیٰ ذوق کا مظاہرہ کریں۔بھائی بہنوں سے،دوستوں سے بے تکلفی کے باوجود ایک اخلاق کا پاس ضرور رکھا کریں۔ کیونکہ وہ بے تکلفی جو بدتمیزی پر منتج ہو جائے، وہ بے تکلفی جس سے کلام میں بد خلقی پیدا ہو، وہ بے تکلفی حقیقت میں ایک مہلک زہر ہے۔ وہ دوستیوں کو تباہ کرنے والی بے تکلفی ہوا کرتی ہے، دوستیوں کو بڑھانے والی نہیں ہوا کرتی اور ہمارے ملک میں خصوصیت سے یعنی پاکستان اور ہندوستان میں بھی اب یہ کثرت سے رواج ہو رہا ہے کہ بے تکلفی اور دوستی کا اظہار گندی گالیوں سے کرنا ہے اور یہ گندی گالیاں پھر آہستہ آہستہ ایسی

عادت بن جاتی ہیں کہ اس میں انسان کو شعور ہی نہیں رہتا کہ میں کہہ کیا رہا ہوں اور کرکیا رہا ہوں۔ہمارے ایک خادم سلسلہ نے خدام الاحمدیہ کے اصلاحی دوروں کے سلسلہ میں حیدر آباد ڈویژن کا اور بعض دوسرے علاقوں کا سفر کیا تو ان کا بڑا تکلیف دہ خط موصول ہوا۔ انہوں نے کہا کہ ماحول کو تو میں جانتا ہی ہوں۔ کیا حال ہو چکا ہے مجھے تعجب ہوا کہ بعض دیہاتی احمدی جماعتوں میں بھی زبان کی صفائی کا خیال نہیں ہے۔ وہ عام روز مرہ گالیاں دینے لگ گئے ہیں محاورے کے طور پر ہل چلا رہے ہیں تو اور کچھ نہیں بیل کو ہی گالیاں دیتے جاتے ہیں۔ کس قدر بیوقوفی ہے۔ کہتے ہیں ایک فرق میں نے ضرور دیکھا کہ اگر باقی معاشرے کی اصلاح کے لئے میں عمربھی وقف کردیتا تو کسی نے میری بات نہیں ماننی تھی۔ میں عمر کا چھوٹا ہوں۔ ان سے ناواقف بھی تھا جن کے پاس پہنچا لیکن جب میں نے ان کو سمجھایا کہ تم ہو کون اور تم سے کیا توقعات ہیں تو ہر ایک نے فوری طور پر مثبت رڈعمل دکھایا اور پھر کہتے ہیں کہ میں نے دوروں میں دوبارہ جاکر رابطے کئے تو مجھے یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ وہ محض ایک فرضی ردعمل نہیں بلکہ واقعتاً ان کے اندر تبدیلیاں پیدا ہو رہی تھیں۔ پس احمدیت کی مٹی میں یہی تو مزا ہے کہ واقعتاً وہ مٹی ہے جو نم ہو تو بہت ذرخیز ہے۔ اس وقت احمدی معاشرے کی اصلاح مشکل نہیں ہے کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے دلوں میں ایک ایسی نرمی پیدا کردی ہے اور وہ ملائمت پیدا کردی ہے جس کے نتیجے میں جس طرح آپ موم کو جس طرح چاہیں ڈھال لیں یہ مٹی نیکی میں ڈھلنے کے لئے موم کی طرح اثر رکھتی ہے۔ اور بدی میں ڈھلنے کے لئے سخت ہو جاتی ہے۔ بیک وقت اس مٹی میں یہ دو خصوصیات موجود ہیں۔خدا ان خصوصیات کو ہمیشگی کی زندگی دے۔ جس قوم میں یہ خصوصیات پائی جائیں ان کی اصلاح آسان ہو جایا کرتی ہے اور بہت ہی ہوا کے رخ پر چلنے والی بات ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ہاتھوں میں ڈھلنے والی مٹی کی یہ تعریف فرمائی۔ یہاں جو سختی پائی گئی ہے دراصل کفار کی عادات کے خلاف سختی مراد ہے۔ کفر کے خلاف سختی ہے۔ جہاں تک بدی کا تعلق ہے وہ بدی ان کے اوپر اثر ڈالنے کی کوشش کرتی ہے اور نامراد رہتی ہے۔ وہ ان کو اپنے رنگ میں ڈھال نہیں سکتی لیکن جہاں ایمان لانے والوں کے اثر قبول کرنے کا معاملہ ہے۔فرمایاوہ نہایت ہی نرم اور بہت ہی تعاون کرنے والے اور جھکنے والے اور ان کے سامنے مٹ جانے والے لوگ ہیں۔ پس جو کوشش بھی آپ جماعت احمدیہ میں اصلاح کی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کاردعمل عام دنیا کے ردعمل کے مقابل پر ایک جداگانہ ردعمل ہے۔ محض باشعور طور پر محنت کی ضرورت ہے۔ پس ہمارے نظام سے تعلق رکھنے والے جتنے بھی عہدیداران ہیں خواہ وہ خدام الاحمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ لجنہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ انصار سے تعلق رکھتے ہوں اور نظام جماعت کے دوسرے عہدیدار وہ ان باتوں کا خیال کریں اور اس رمضان میں خصوصیت سے ہر جگہ یہ شعور بیدار کریں کہ ہم نے خدا سے لقاء کی دعائیں مانگی ہیں اور لقاء کی تیاریاں کرنی ہیں اور اس کی لقاء کی خاطر اپنے گھروں کو سنوارنا ہے۔ اپنے صحنوں کو جھاڑو دینے ہیں اور اپنی دیواروں کو دھونا اور صاف کرنا اور اپنے فرشوں کو مانجھنا ہے۔ جس طرح ایک اچھے مہمان اور پیارے مہمان کی تیاری ہر گھر کرتا ہے خواہ وہ غریب ہو خواہ امیر ہو۔ ہم نے اپنی توفیق کے مطابق اپنے گھر کو خدا کے لئے سنوارنا ہے تاکہ وہ ایک معزز مہمان کی طرح یہاں نازل ہو۔کئی دفعہ اگروقت نہ بھی ہو اور پتہ چلے کہ کوئی شخص بے چارہ تیاری کر کے بیٹھا ہوا ہے تو انسان مجبوراً بھی وہاں چلا جاتا ہے۔ میں نے سفروں کے دوران دیکھا ہے۔ وقف جدید، انصاراللہ، خدام الاحمدیہ کے دوران میں نے پنجاب میں بڑے سفر کئے ہیں بعض دفعہ ہمارے دورے میں ایک گاؤں نہیں ہوا کرتا تھا اور ان کو پتہ ہوتا تھا کہ یہ دورے میں شامل نہیں ہے۔ گاؤں والے پہنچ جاتے تھے۔ کہتے تھے کہ جی ہم تو تیاری کر کے بیٹھے ہیں۔ کیا کریں؟ اس میں محبت کا ایسا ایسا جذبہ پایا جاتا ہے کہ دوسرے کو بے اختیار کر دیتا ہے۔ جب وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم تو جی تیار بیٹھے ہیں تو پھر انسان کیسے کہہ دے۔ اچھا تیار بیٹھے رہو۔ ہم نہیں آسکتے۔ مجبوراً وقت نکالنا ہی پڑتا ہے۔ کچھ وہاں سے پھر وقت کھینچا۔ کچھ کہیں سے کھینچ کے لمبا کیا۔ بہرحال وقت دینا پڑتا ہے تو اگر انسان میں ایسا جذبہ ہے احسان مندی کا تو خدا تعالیٰ نے تو ہمیں احسان سکھایا ہے۔ وہ ہمارے احسان کا بھی خالق ہے۔ کیسے ممکن ہے کہ آپ خدا کے لئے کچھ تیاری کریں اور خدا کی طرف سے کوراسا جواب مل جائے کہ میرے پاس تمہارے لئے وقت نہیں ہے کہ تم پوری طرح صاف نہیں ہوئے۔ پس صاف ہونے کی کوشش شروع کردیں۔ پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح آپ پر اپنی رحمت کا جلوہ دکھاتا ہے۔ وہ جھکا کرتا ہے۔ آپ میں اٹھنے کی طاقت نہیں ہے۔ پس آپ لقائے باری تعالیٰ کی تیاری کریں اس طرح تفصیل سے اس مضمون کو سمجھنے کے بعد کچھ نہ کچھ ضرور شروع کر دیں اور آج کے بعد جب رمضان ختم ہو تو دیکھیں کہ آپ نے کتنا خدا کی ذات میں سفر کیاہے۔ وہی سفر سفر ہو گا جو رمضان کے بعد بھی جاری رہے گا۔ وہ سفرجہاں آپ پھسل کر واپس آجائیں وہ سفر سفر نہیں ہے۔ یہ ممکن ہے کہ کوششوں میں انسان پھسلتا رہے لیکن جب ایک مقام کو حاصل کرلیتا ہے تو پھر اس کے بعد پھسلنا نہیں ہوناچاہئے۔

ہم نے کئی دفعہ بچپن میں ایسے POLES پر چڑھنے کی کوشش کی جس پر انسان پھسل جاتا ہے۔ بعض درختوں پر انسان چڑھنے کی کوشش کرتا ہے اور پھسل جاتاہے کیڑیاں بھی دیواروں پر چڑھتی ہیں اور پھسل جاتی ہیں لیکن اگرانسان عزم جاری رکھے تو بار بارپھسلنے کے باوجود پھر ایک موقعہ ایسانصیب ہوتا ہے جب انسان اس چوٹی کو پالیتا ہے۔جس کی طرف سے وہ حرکت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جب اس درخت پر چڑھ کراس چوٹی پر بیٹھتا ہے تو پھر کوئی پھسلنا نہیں ہے۔ پھر اپنی مرضی سے نیچے اتریں تو اتریں۔ایک اور ہی لطف اس وقت فتح کا محسوس ہو رہا ہوتا ہے کہ ہاں اب میں مقام محفوظ پر پہنچ گیاہوں۔ پس اس لقاء کا جو اس رمضان کے دوران حاصل ہو۔ اس پیمانے پر جانچیں اور دیکھیں کہ آپ نے جو کچھ خدا کا پایا تھا۔رمضان گزرنے کے بعد بھی ہاتھ میں رہا یا نہ رہا۔ اگر نہیں رہا تو پھر میرا آپ کو یہی پیغام ہو سکتا ہے کہ کوشش جاری رکھیں اور نہیں تو بار بار گرنے والی کیڑیوں سے ہی سبق حاصل کریں۔ پھسلیں۔بے شک لیں پھسلیں مگر پھر اس نیت کے ساتھ دوبارہ سفر شروع کریں کہ میں نے ہمت نہیں توڑنی اور ضرور اپنے مقصد کو حاصل کرکے چھوڑنا ہے پھر آپ کے پہلے پھسلنے سے نقصان نہیں ہو گا۔ لیکن اگر پھسلنے کا مطلب یہ ہے کہ اگلے رمضان تک مسلسل خدا سے دور ہی ہٹتے چلا جانا ہے تو پھر یہ لقاء نہیں ہے۔ اس کا جو کچھ اور نام رکھ دیں لیکن اسے آپ لقاء نہیں کہہ سکتے ہیں پس اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو حقیقت میں لقاء کے مضمون کا عرفان عطا فرمائے اور اس مضمون کو سمجھنے کے بعد لقائے باری تعالیٰ نصیب کرے۔ سب سے بڑی دنیا کی طاقت ہی مذہبی قوموں میں لقاء سے حاصل ہوا کرتی ہے۔ اتنا بڑا کام ہے ہمارے سپرد اتنے بڑے انقلابات ہم نے برپا کرنے ہیں کہ لقاء کے بغیر ناممکن ہے کہ ہم اس کام کو سرانجام دے سکیں۔ پس اس کی اہمیت کو سمجھیں۔ جتنے زیادہ صاحب لقاء جماعت احمدیہ کو نصیب ہوں گے اتنے ہی جلدی بڑے بڑے عظیم الشان انقلاب دنیا میں برپا کرنے کی ہمیں توفیق عطا ہو گی۔ اللہ کرے کہ جلد تر ہمیں یہ توفیق نصیب ہو۔" (انصاراللہ ربوہ مارچ 1992ء)

*******

# یَا حَفِیْظُ یَا عَزِیْزُ یَا رَفِیْقُ

یَا حَفِیْظُ یَا عَزِیْزُ یَا رَفِیْقُ
معبود ہے تو ہی واحد لاشریک
یَا حَفِیْظُ یَا عَزِیْزُ یَا رَفِیْقُ

ہم بندے تیرے بےکس وغریب
تیری ذات ہے ہر دم مجیب
قدرت کا بھید ہے کچھ عجیب
مطہر کی تو کرے بس تصدیق

یَا حَفِیْظُ یَا عَزِیْزُ یَا رَفِیْقُ
معبود ہے تو ہی واحد لاشریک
یَا حَفِیْظُ یَا عَزِیْزُ یَا رَفِیْقُ

آفات، بیماری سے بچا اے میرے قدیر
دنیا بھول بیٹھی تھی تجھے اے شفیق
غفلتوں، کمزوریوں میں گزری عمر ناپید
عبد اپنا حقیقی بننے کی بس دے توفیق

یَا حَفِیْظُ یَا عَزِیْزُ یَا رَفِیْقُ
معبود ہے تو ہی واحد لاشریک
یَا حَفِیْظُ یَا عَزِیْزُ یَا رَفِیْقُ

ترقیوں پہ تھے علم دانش مغرور
اس حال میں کھو گئے مخمور
تیرا قول ہے نہیں شرماتا تو خواہ
مثال ہو مچھر کے اوپر ہے جو عمیق

یَا حَفِیْظُ یَا عَزِیْزُ یَا رَفِیْقُ
معبود ہے تو ہی واحد لاشریک
یَا حَفِیْظُ یَا عَزِیْزُ یَا رَفِیْقُ

تنہائی میں تجھے پائے انسان
اعتکاف سے ہو وصل ایمان
یہی بات سمجھائے ہر رمضان
بند اب ہر دروازہ اور بیت العتیق

یَا حَفِیْظُ یَا عَزِیْزُ یَا رَفِیْقُ
معبود ہے تو ہی واحد لاشریک
یَا حَفِیْظُ یَا عَزِیْزُ یَا رَفِیْقُ

کہتے ہیں مسیح کے ہو گئے آثار
مسلم، یہود، نصرانی، ہندو کا اوتار
انعام کے وعدے مسلمانوں، ہیں بے شمار
ڈھونڈو نبوت، شہداء، صالح، اور صدیق

یَا حَفِیْظُ یَا عَزِیْزُ یَا رَفِیْقُ
معبود ہے تو ہی واحد لاشریک
یَا حَفِیْظُ یَا عَزِیْزُ یَا رَفِیْقُ

مسیح مہدی دیکھو کب سے ہے آیا
خدا نے عہد کا دن پورا کر کے دکھایا
آخرین کوصحابہ سے پھر یوں ملایا
آؤ دیکھو سب مل کر کرو تحقیق

یَا حَفِیْظُ یَا عَزِیْزُ یَا رَفِیْقُ
معبود ہے تو ہی واحد لاشریک
یَا حَفِیْظُ یَا عَزِیْزُ یَا رَفِیْقُ

نصرت قدسیہ وسیم۔فرانس

تبرکات

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیراحمدؓ

# دوست رمضان کے عہد کو یاد رکھیں
# یہ مہینہ اصلاح نفس کا خاص مہینہ ہے

بعض گزشتہ سالوں میں یہ خاکسار احباب جماعت کی خدمت میں یہ تحریک کرتا رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء کے ماتحت دوستوں کو چاہئے کہ رمضان کے مہینہ میں اپنی کسی کمزوری کے متعلق دل میں خدا سے عہد کیا کریں کہ وہ آئندہ اس کمزوری سے ہمیشہ مجتنب رہیں گے۔ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کا ارشاد بڑی حکمت پر مبنی ہے ۔کیونکہ اول تو انسان کا فرض ہے کہ وہ ہمیشہ ہی اپنے نفس کا محاسبہ کر کے اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرتا رہے اور اپنی زندگی کے آخری لحہ تک خدا سے قریب تر ہوتا جائے۔ اس کے علاوہ رمضان کا مہینہ اپنے خاص روحانی ماحول اور نماز روزہ اور نوافل اور تلاوت قرآن مجید اورذکر الٰہی اورصدقہ و خیرات کی وجہ سے اس قسم کے محاسبہ اور ترک منہیات کے ساتھ مخصوص مناسبت رکھتا ہے اور اس مشہورمثال کے مطابق کہ لوہا اسی وقت اچھی طرح کُوٹا جاسکتاہے جب کہ وہ گرم اور نرم ہو۔ رمضان کے مہینہ کو اصلاح نفس کے ساتھ خاص جوڑہےپس ہمارے بھائی اور بہنوں کو چاہئے کہ وہ موجودہ رمضان میں بھی اس زرّیں موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی کمزوریوں کو دُور کرنے کی کوشش کریں اور اپنی کسی خاص کمزوری کو سامنے رکھ کر دل میں خدا سے عہد کریں کہ وہ انشاءاللہ آئندہ ہمیشہ اس کمزوری سے الگ رہیں گے اور کبھی اس کے مرتکب نہیں ہوں گے اس عہد کو کسی پر ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ ظاہر کرنا عام حالات میں اس کی ستاری کے خلاف ہےاس لئے صرف دل میں عہد کرنا کافی ہے مگر عہدایسا ہو کہ ’’جان جائے مگر بات بن جائے‘‘ کا مصداق بن جائے کیونکہ کان عھد اللہ مسئولا یعنی خدا کے ساتھ کئے ہوئے عہد کے متعلق قیامت کے دن پُرسش ہوگی۔

اس عہد کے لئے ہر انسان اپنے نفس کے محاسبہ کے ذریعہ اپنے واسطے خود کسی مناسب کمزوری کا انتخاب کر سکتا ہے مگر بہتر ہوگا کہ ایسی کمزوری کو چنا جائے جو دوسروں کے لئے ٹھوکر یا خراب نمونہ کا موجب بن رہی ہواور جماعت کی بدنامی کا باعث ہو لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو توپھر خواہ کوئی کمزوری ہو جسے انسان اپنے حالات کے ماتحت جلد تر ترک کرنے کی طاقت رکھتا ہو اس کے متعلق عہدکیا جا سکتا ہے اور یاد رکھنا چاہئے کہ ایک کمزوری کا ترک کرنا اسی طرح دوسری کمزوریوں کو ترک کرنے کی طاقت پیدا کرتا ہے جس طرح ایک نیکی کا اختیار کرنا دوسری نیکیوں کا رستہ کھولتا ہے۔ ذیل میں مثال کے طور پرچند معروف کمزوریوں کا ذکر کیا جاتا ہے تا دوستوں کو انتخاب میں سہولت پیدا ہو۔

**1۔ سب سے اول نمبر پر نماز میں سستی ہے**۔اور نماز میں سستی کے اندر با جماعت نماز میں کوتاہی نماز کوصرف ٹھونگیں مار کر پڑھنا اور سنوارکر ادا نہ کرنا اور اس کی ظاہری اور باطنی شرائط سےغفلت برتنا سب شامل ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن اعمال صالحہ میں سے سب سے پہلے نماز کے متعلق پرسش ہوگی اور یہ بھی حدیث میں آتا ہے کہ نماز مومن کی معراج ہے جس میں نماز پڑھنے والا گویا خدا سے باتیں کرتا ہے پس نماز نہ پڑھنا یا نماز میں سستی کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

**2۔ جماعتی چندوں میں سستی** بھی بڑی کمزوریوں میں سے ہے جس میں شرح کے مطابق چندہ نہ دینا یا کسی مدمیں تو چندہ دینا اورکسی میں غفلت اختیار کرنا وغیرہ شامل ہیں ۔ اس زمانہ میں جوتبلیغ اور اشاعت اسلام کا مخصوص زمانہ ہے۔ چندہ اول درجہ کی نیکیوں میں شامل ہے اورمیرا تجربہ ہے کہ اس کی وجہ سے مال ہرگز گھٹتا نہیں بلکہ مال میں برکت پیدا ہوتی ہے۔ صدر انجمن احمدیہ کے چندے اور تحریک جدید کے چندے اور وصیت کا چندہ اورجلسہ سالانہ کا چندہ اورنئی وقف جدید کا چندہ وغیرہ سب نہایت اہم ا ور نہایت مبارک چندے ہیں اور لاریب یہ تمام چندے مِمَّارَزَقۡنٰھُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ میں شامل ہیں جس کے متعلق قرآن مجید نے اپنے شروع میں ہی بہت تاکید فرمائی ہے۔

**3۔لین دین اور تجارت میں بددیانتی کی بدی** بھی اس زمانہ میں بہت بھیانک صورت اختیار کرگئی ہے جس کا نہ صرف انسان کے اخلاق پر بلکہ مجموعی نیک نامی بھی بھاری اثر پڑتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ مَنۡ غَشَّنَا،فَلَیۡسَ مِنَّا یعنی جو شخص دوسروں کے ساتھ دھوکا کرتا اور خیانت کا رویہ اختیار کرتا ہے اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہر سچے مسلمان کو ڈرانے کے لئے کافی ہو نا چا ہے۔ قرآن مجید نے بھی ایسے لوگوں کے لئے جو دھوکہ کرتے ہیں اور دوسروں کا حق مارتے ہیں ویل یعنی ہلاکت کی تہدید فرمائی ہے۔ اسی طرح جھوٹ بولنے کی عادت اورسودخوری بھی اسی ذیل میں آتی ہے سود کے متعلق قرآن فرماتا ہے کہ سودلینے والا خدا تعالیٰ سے جنگ کرنے کے لئےتیار ہووے اور جھوٹ توگناہ کے انڈے پیدا کرنے کی مشین ہے۔

**4۔رشوت** بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ ہر احمدی کا دامن اس لعنت سے اس طرح پاک ہونا چاہئے جس طرح دھوبی کے گھر سے واپس آیا ہواکپڑا میل کچیل سے پاک ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔اَلرَّاشِیۡ وَالۡمُرۡتَشِیۡ کِلَاھُمَا فِی النَّارِ یعنی رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں آگ میں ہیں کیونکہ اس سے قوم کے اخلاق تباہ ہوتے ہیں اور ملک ذلیل ہوجاتا ہے میں یہ باتیں صرف مثال کے طور پر لکھ رہا ہوں ورنہ میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا کے فضل سے احمدیہ جماعت کی بھاری اکثریت ان کمزوریوں سے پاک ہے۔

**5۔شراب نوشی بھی جسے ام الخبائث** (یعنی تمام بدیوں کی ماں کہا گیا ہے اس زمانے کے مسلمانوں میں عام ہورہی ہے اور گومیں یقین رکھتا ہوں کہ احباب جماعت خدا کے فضل سے اس ناپاک عادت سے محفوظ ہیں لیکن آج کل یہ بدی تعلیم یافتہ طبقہ میں اور خصوصاً مغرب زدہ لوگوں میں ایسی عام ہو رہی ہے کہ میں ڈرتا ہوں کابعض خام طبع نوجوان اور خصوصاً فوجی نوجوان اس کمزوری میں مبتلا نہ ہو جائیں کہ خود تو شراب سے کنارہ کش رہیں لیکن اپنی دعوتوں میں دوسروں کو شراب پلا دیا کریں حالانکہ یہ فعل بھی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے سراسر خلاف ہے۔ اسی طرح جوا بھی شراب کی طرح بہت مخرب اخلاق بدی ہے۔ قرآن مجید نے اسے شراب کے ذکر کے ساتھ ملا کر بیان کیا ہے۔ آج کل تاش کے کھیل میں جوا بازی یا گھوڑے دوڑ وغیرہ میں جوئے کی شرطیں لگانا عام ہورہا ہے۔

**6۔بے پردگی** کا مرض آج کل کے مسلمانوں میں عام ہے اور خصوصاً پاکستان بننے کے بعد یہ کمزوری بہت بڑھ گئی ہے اورفیشن کی اتباع میں اپنی بیویوں کو بے پرد کر کے مردوں کی مجلسوں میں لانے اوربےحجابانہ کھلے پھرانے اور قرآنی ارشاد وَلَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَھُنَّ کو پس پشت ڈالنے کا مرض وبا کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ اسلام ہرگز نہیں کہتا کہ عورتیں گھروں میں قید رہیں یا یہ کہ وہ تعلیم نہ پائیں۔یا یہ کہ وہ قومی زندگی میں حصہ نہ لیں بلکہ وہ اس معاملے میں بعض دانشمندانہ حدبندیاں لگاتا ہے جو مرد اور عورتوں دونوں کے اخلاق کی حفاظت کے لئے ضروری ہیں ۔پس ہمارے احمدی نوجوانوں کو عیسائیوں کی اندھی تقلید اور دوسرےمسلمانوں کی نقالی سے بچتے ہوئے اس معاملے میں بہت محتاط رہنا چاہئے۔ اسلام کی ابتدائی زمانہ میں مسلمان عورتیں مسنون پردہ بھی کرتی تھیں اور قومی زندگی میں حصہ بھی لیتی تھیں اور بعض عورتوں نے بڑی نمایاں خدمات انجام دی ہیں میں احمدیت کی غیور بیٹیوں سے بھی امید رکھتا ہوں کہ وہ اس معاملے میں اپنے خاوندوں اور باپوں پر اچھا اثر ڈالیں گی۔

**7۔ اسلام** بے شک انسان کی ذاتی اور خاندانی اور قومی ضرورتوں کے ماتحت تعدد ازدواج کی اجازت دیتا ہے مگر ساتھ ہی سخت تاکید فرماتا ہے کہ جو شخص دوسری شادی کرے اس کے لئے ضروری ہے کہ پورے پورے عدل وانصاف سے کام لے اور سب بیویوں کے درمیان اپنے وقت اور مال اور اپنی ظاہری توجہ کو اس طرح بانٹے کہ انصاف کا ترازو بالکل برابر رہے مگر آجکل بعض لوگ دوسری شادی کے بعد پہلی بیوی کو کالمعلقہ یعنی لٹکا ہوا چھوڑ دیتے ہیں جو نہ تو صحیح معنے میں خاوند کی بیوی سمجھی جا سکتی ہے اور نہ وہ اپنے لئے کوئی اور راستہ اختیار کرنے کے لئے آزاد ہوتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایسے لوگ حشر کے میدان میں اس طرح اُٹھیں گے کہ ان کا نصف دھڑ مفلوج ہو گا۔

**8۔ ماں باپ کی خدمت میں غفلت** برتنا بھی اس زمانہ کی ایک عام کمزوری ہے۔ خصوصاً شادی کے بعد کئی نوجوان اپنے والدین کی خدمت بلکہ ان کے واجبی ادب تک میں کمزوری دکھانے لگتے ہیں حالانکہ اسلام نے شرک کے بعد حقوق والدین کو دوسرے نمبر کا گناہ قرار دیا ہے۔قرآن مجید نے کیا عجیب دعا سکھائی ہے کہ رَبِّ ارۡحَمۡھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا یعنی اے خدا تو میرے ماں باپ پر اسی طرح رحم فرما جس طرح کہ انہوں نے میرے بچپن میں مجھے رحم اور شفقت کے ساتھ پالا۔ اس دعا میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ جس طرح تمہارے ماں باپ نے تمہیں تمہاری کمزوری کے زمانہ میں اپنے پردوں کے نیچے رکھ کر پالا تھا اسی طرح ان کے بڑھاپے میں تم انہیں اپنے پروں کے نیچے رکھو۔

**9۔ مردوں کے لئے یہ خاص حکم ہے** کہ وہ اپنی بیویوں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کریں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خیرکم خیرکم لاھلہ یعنی تم میں سے خدا کے نزدیک بہترین شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ سلوک کرنے میں بہتر ہے اور عورتوں کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ اپنے خاوندوں کی پوری طرح وفادار اور خدمت گزار رہیں حتیٰ کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں حکم دیتا کہ بیوی خاوند کو سجدہ کرے۔یہ معمولی باتیں نہیں بلکہ سماجی بہبود اور خانگی امن کے لئے گویا ریڑھ کی ہڈی ہیں۔

**10۔ ہمسایوں کے ساتھ سلوک** کا بھی اسلام میں خاص حکم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھےجبریل علیہ السلام نے ہمسایوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنےکی اس طرح بار بار تاکید کی ہے کہ مجھے گمان گزرا کہ شاید ہمسایہ کو انسان کا وارث ہی بنا دیا جائے گا۔ دراصل انسان کے اخلاق کا حقیقی ثبوت اس سلوک سے ملتا ہے جو وہ اپنے ہمسایوں کے ساتھ کرتا ہے اور لازماً ہمسایوں کے ساتھ بدسلوکی ایک بہت بڑی بدی ہے۔

**11۔ جماعتی انتظام کےماتحت اپنے مقامی امیروں** کے ساتھ عدم تعاون اور تفرقہ پیدا کرنے کی عادت بھی بڑی ناپاک بدیوں میں سے

ہے جو نہ صرف جماعتی تنظم کو تباہ کرنے والی بلکہ جماعت کو بدنام کرنے والی اور جماعتی رعب کو مٹانے والی اور جماعت کو اتحاد کی برکتوں سے محروم کرنے والی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق تاکید فرمائی ہے کہ بارہا فرماتے تھے کہ اگر تمہارے خیال میں تمہارا کوئی امیر اپنا حق تو تم سے چھینتا ہے مگر تمہارا حق تمہیں دینے کو تیار نہیں تو پھر بھی تم اس کی اطاعت کرو اور اپنے حق کے لئے خدا کی طرف دیکھو۔ نیز فرماتے تھے مَنۡ شَذَّ شُذَّ فِی النَّار یعنی جو شخص جماعت میں تفرقہ پیدا کرتا ہے وہ آگ میں ڈالا جائے گا۔

**12۔ اس زمانہ میں تمباکو نوشی میں** ایک عالمگیر کمزوری سی بن گئی ہے اورغالباً ہماری جماعت میں بھی کافی پائی جاتی ہے۔ اس مرض میں منہ کی بدبو اور روپے کے نقصان اور وقت کے ضیاع اور سرطان یعنی کینسر وغیرہ کی امراض کو دعوت دینے کے سوا کوئی فائدہ نہیں۔ بعض کرسی نشین فلسفی اس سے طبیعت کا وقتی سکون حاصل ہونے کے مدعی بنتے ہیں مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایاکرتے تھے کہ مجھے اس چیز سے طبعی نفرت ہے اور فرماتے تھے کہ اگر تمباکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ آپؐ اسے منع فرماتے۔ پس دوستوں کو اس کے ترک کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔ لیکن اگر کسی شخص کے لئے لمبی عادت کی وجہ سے فوری ترک ممکن نہ ہو تو کم از کم اتنی احتیاط تو رکھی جائے کہ دوسروں کے سامنے تمباکو نوشی سے پرہیز کیا جائے تاکہ ان کی یہ کمزوری اپنے تک محدود رہے اور ان کی اولاد یا دوسرے عزیزوں اور دوستوں میں سرایت نہ کرنے پائے۔

**13۔ بالآخر اس زمانہ میں سینما** دیکھنے کی عادت بھی ایک وبا کی صورت اختیار کرکے لاکھوں انسانوں کی زندگی کو تباہ کر رہی ہے اور گندی اور فحش فلموں اورخلاف اخلاق مناظر کو دیکھنے کے نتیجہ میں ان کے دل و دماغ میں گویا گھن لگ گیا ہے اور سینما کی ناپاک کشش نے خام طبیعت کے نوجوانوں کو مختلف انواع کے جرائم کی طرف بھی مائل کر رکھا ہے۔ ہماری جماعت میں سینما جانا منع ہے مگر سنا جاتا ہے کہ بعض بے اصول احمدی بھی کبھی کبھی اس کمزوری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اگر کوئی خالصۃً علمی یا طبّی یا تاریخی یا جغرافیائی یا جنگی فلم ہوتی جو الف سے لے کر ی تک گندے مناظر سے پاک ہوتی تو لوگ اس سے فائدہ اُٹھا سکتے تھے مگر موجودہ صورت میں جو فلمیں بظاہر اچھی سمجھی جاتی ہیں ان میں بھی دودھ کے گلاس میں چند قطرے پیشاب کے بھی ملے ہوتے ہیں۔ پس بہرحال ان سے اجتناب لازم ہے۔

یہ چند کمزوریاں میں نے صرف مثال کے طور پر شمار کی ہیں ورنہ کمزوریاں تو بے شمار ہیں مثلاً بدنظری ، غیبت، گالی گلوچ کی عادت، فحش گوئی، فحش اور گندے رسالے پڑھنا، بیکاری میں وقت گزارنا وغیرہ وغیرہ۔ ہر شخص اپنے حالات کا جائزہ لے کر اپنے متعلق خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ اگر وہ ساری بدیاں نہیں چھوڑ سکتا تو کم از کم اسے پہلے کس بدی کو ترک کرنا چاہئے؟ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک منشاء کے مطابق احباب جماعت سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس رمضان میں اپنی کسی نہ کسی کمزوری کو سامنے رکھ کر اسے ترک کرنے کا عہد کریں اور پھر خدا سے نصرت چاہتے ہوئے اس بدی سے اس طرح الگ رہیں جس طرح کہ صاحب عزم مومنوں کا شیوہ ہوتا ہے تاکہ ان کا رمضان ٹھوس اور معین نتیجہ پیدا کرنے والا ثابت ہو جیسا کہ میں نے کہا ہےاس عہد کوکسی پر ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہمارا خدا ستار ہے اور ستاری کو پسند کرتا ہے مگر تفصیل ظاہر کرنے کے بغیر بزرگوں اور دوستوں سے دعا کی تحریک کرنے میں حرج نہیں کیونکہ مومن ایک دوسرے کے لئے سہارا ہوتے ہیں۔

وَمَا النَّصۡرُ اِلاَّ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ۔ وَعَلَی اللّٰہِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ

یہ خاکسار بھی اپنی کمزوریوں اور فروگزاشتوں کے لئے احباب کرام کی مخلصانہ دعاؤں کا طالب ہے۔

وَلاَ حَوۡلَ وَلاَ قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ۔ وَاٰخِرُ دَعۡوٰنَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔

******

# موسم کے اشارے

حضرت صاحبزادہ مرزاطاہراحمد (خلیفۃ المسیح الرابعؒ ) بحیثیت صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ خدام کو مختلف پیغام بھجواتے رہے جن میں سے ایک موسم کے اشارے تھا۔ اس میں گو حضور نے لمبی راتوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے لیکن اس کو بغور پڑھیں تو رمضان پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ اس ناتے سے قارئین کے استفادہ کے لئے پیش ہے۔ (ادارہ)

آپؒ تحریر فرماتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ بدلتا ہوا موسم اشارے کرتا ہے لیکن یہ اشارے ہر جنس اور نوع اور طبقے کے لئے الگ الگ ہوا کرتے ہیں ۔ کبھی موسم کی تبدیلی کیڑوں مکوڑوں کو اناج کے ذخیرے اکٹھے کرنے کے اشارے کرتی ہے تو وہ دن رات دانہ دانہ رتی رتی اکٹھا کرنے میں ہمہ تن مصروف ہوجاتے ہیں ۔ کبھی موسم کی تبدیلی سانپوں اور بچھوؤں اور مینڈکوں کو زیرزمین دفن ہو جانے کا اشارہ کرتی ہے تو وہ سطح زمین کی دلچسپیاں ترک کر کے زیرزمین روپوش ہو جاتے ہیں اور مہینوں ان کا پتہ نہیں ملتا۔ پھر یہی موسم کی تبدیلی کبھی پرندوں میں چہل پہل اور رونق اور نغمہ سرائی پیدا کر دیتی ہے اور پرندوں کی دنیا اس شعر کا مصداق بن جاتی ہے کہ

آمد بہار کی ہے تو بلبل ہے نغمہ سنج
اڑتی سی اک خبر ہے زبانی طیور کی

لیکن کبھی یہی موسم کی تبدیلی پرندوں کی کائنات میں ایک عظیم ہل چل اور بےچینی اور کرب کی علامات ظاہر کر دیتی ہے۔ پرندے بے قرار اڑانیں اڑتے اور متوحش شوروغل بپا کرتے ہیں تو چوپائے اور درندے اپنے مساکن اور کمین گاہوں سے نکل کر سراسیماں جنگلوں میں دوڑتے ہیں اور رینگتے اور بلبلاتے اور ہنہناتے اور چنگھاڑتے اور دھاڑتے ہیں ۔ چنانچہ سائنسدان ہمیں بتاتے ہیں کہ بسا اوقات عظیم زلزلوں یا ہولناک موسمی آفات سے قبل ہی حیوانات کی دنیا کو اس کی خبر ہو جاتی ہے اور وہ ایسا کرب اور بے چینی ظاہر کرتے ہیں کہ گویا حشر کا عالم ہے۔

حیوانات ہی نہیں ۔ نباتات کی دنیا بھی موسم کے اشارے سمجھتی ہے اور خزاں کی آمد پر الگ لبادہ اوڑھتی ہے تو بہار کی آمد آمد پر الگ لباس زیب تن کرتی ہے۔ پھر انسانوں میں تو موسمی تغیرات طبقہ طبقہ الگ رنگ دکھاتے ہیں اور ایک ہی قسم کی موسم کی تبدیلی نیک و بد، امیر وغریب میں الگ الگ طرزعمل اور رجحانات کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ اگر شفق کسی ہجر کے مارے کو خون آشام یا آتش زدہ نظر آتی ہے اور اس کے دل کو جلانے یا جگر کا خون کرنے کا موجب بنتی ہے تو ایک صاحب وصل کے لئے مسرتوں کا نیا پیغام اور نئی رنگینیاں لے کر آتی ہے۔ گھٹائیں کسی زمیندار کے لئے مسرت کا پیغام لاتی ہیں تو کسی کے لئے غم وفکر کا۔ کسی شاعر کے لئے آنسو بنتی ہیں تو کسی کے لئے کیف و مستی اور رند انہیں گھٹاؤں کے آثار دیکھ کر یہ راگ الاپنے لگتے ہیں کہ

یہ مٹتا ہوا چاند یہ بجھتے ہوئے تارے
ہر رند سمجھنے لگا موسم کے اشارے

مومن کی دنیا ان سب سے الگ اور انوکھی دنیا ہوتی ہے کہ جس کے لئے کائنات کی تبدیلی کا اشار ایک ہی سمت اور ایک ہی قبلہ کی طرف ہوتا ہے یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کی تبدیلی میں صاحب رشد لوگوں کے لئے علامات اور اشارے پائے جاتے ہیں۔حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کی زبان میں سنیے کہ یہ اشارے کیا ہیں اورکس قبلہ کی طرف ان کا روئے سخن ہے۔

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبداء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا
کیونکہ تھا کچھ کچھ نشاں اس میں جمال یار کا
اس بہار حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا
چشم مست ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا
تو نے خود روحوں پر اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
جس سے ہے شور محبت عاشقان زار کا

راتیں جب لمبی آتی ہیں تو اسے زِدۡ عَلَیۡہِ کا پیغام دیتی ہیں اور اس کی رات کی عبادتیں لمبی ہو جاتی ہیں اور وہ زیادہ دیر اپنے رب کے حضور قیام و سجو داور گریہ و زاری اور مناجات میں گزارتا ہے۔ دن جب لمبے آتے ہیں جہاد فی سبیل اللہ کی مصروفیات اِنَّ لَکَ فِی النَّھَارِ سَبۡحًا طَوِیۡلًا کا پیغام لے کر آتی ہیں اور وہ ہمہ تن قیام دین متین کے لئے کوشاں اور مصروف عمل ہو جاتا ہے۔ گویا موسم کی ہر تبدیلی اس کے لئے قبلہ نما بن جاتی ہے۔

میرے قابل صد احترام خدام بھائیو! خواہ تم مرکز کے عہدیدار ہو یا علاقہ یاضلع یا مقام کے اور خواہ تم کوئی ظاہری عہدہ نہیں رکھتے لیکن خدا کی نظر میں خدمت احمدیت کی ذمہ داری میں برابر کے شریک ہو۔ موسم کے اشارے دیکھنا سمجھنا اور ان کے مطابق عمل کرنا سیکھو۔ آج جبکہ موسم کروٹ بدل چکا ہے اور راتیں چھوٹی اور دن لمبے ہورہے ہیں ۔ کیا اس میں مومن کے لئے کوئی اشارہ اور کوئی تعلیم نہیں؟ کیا یہ لمبے ہوتے ہوئے دن ہمیں اس جہاد کے میدان میں جن کا تعلق زیادہ تر دن کی روشنی سے ہے بڑھ بڑھ کر دعوت عمل نہیں دے رہے۔ کیا یہ سردی کی شدت میں کمی اور فضا میں توانائی کا احساس ہمیں غفلت کے لحافوں کو اتار پھینکنے کا اذن نہیں دے رہے؟ یقیناً ایسا ہی ہے۔

پس آؤ ان اشاروں کو سمجھیں اور قبول کریں اور خدمت دین کے میدان میں کمر ہمت کس کر مصروف عمل ہو جائیں۔ سال کے صرف نو ماہ باقی ہیں اور کام بہت بڑا ہے۔ بہت کام پڑا ہے۔ بہت کام پڑا ہے۔ ہر شعبے اور ہر ایوان میں واجب الادا ذمہ داریوں کے انبار لگے پڑے ہیں۔ خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے اور ہمت اور توفیق مانگتے ہوئے اپنی اپنی ذمہ داریاں شوق اور محبت کے ساتھ احسن رنگ میں ادا کیجئے۔ یہاں تک کہ ہر وہ کام جو آپ اپنے ہاتھ میں لیں۔ سال کے آخر پر ہر لحاظ سے ان سے بہت بہتر حالت میں ہو۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے کہ بغیر اس کی نصرت کے کچھ بھی ممکن نہیں ۔

(ماہنامہ خالد فروری 1969ء)

*******

# درود شریف کی اہمیت و برکات

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً(الاحزاب:57)

ترجمہ:یقینا اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ جب تم آنحضرت ﷺ پر درود بھیجوتو عمدہ طریق پر بھیجو... اور وہ یہ ہے۔اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اے ہمارے اللہ !تو محمد ﷺ اور محمد ﷺ کی آل پر درود بھیج جس طرح تو نے ابراہیمؑ اور ان کی آل پر درود بھیجاتو حمد والا اور بزرگی والا ہے۔ اے ہمارے اللہ!تو محمد ﷺ اورمحمد ﷺ کی آل کوبرکت عطا کر جس طرح تو نے ابراہیمؑ اور ان کی آل کوبرکت عطا کی۔تو حمد والا اور بزرگی والا ہے۔

(ابن ماجہ۔کتاب اقامۃ الصلوٰۃ)

ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وَاٰلِہٖ وسلم فرماتے ہیں۔

بخیل ہے وہ جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر دُرُود نہ بھیجے۔

(ترمذی ۔ابواب الدعوات)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

درودشریف جو حُصُوْلِ اِسْتِقَامَتْ کا ایک زبردست ذریعہ ہے ۔بکثرت پڑھو مگر نہ رسم اورعادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ ﷺ کے حسن و احسان کو مدّنظر رکھ کر اور آپؐ کے مدارج اورمراتب کی ترقی کے لئے اور آپ ﷺ کی کامیابیوں کے واسطے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ قبولیتِ دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا۔

(ملفوظات جلد سوم ص38)

فرمایا: درود بھیج محمدؐ اور آل محمد پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے صلی اللہ علیہ وسلم ... یہ سب مراتب اور تفضّلات اور عنایات اسی کے طفیل سے ہیں اور اسی سے محبت کرنے کا یہ صلہ ہے۔ سبحان اللہ اس سرور کائنات کے حضرت احدیّت میں کیا ہی اعلیٰ مراتب ہیں اور کس قسم کا قرب ہے کہ اس کا محب خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اُس کا خادم ایک دنیا کا مخدوم بنایا جاتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓفرماتے ہیں۔

تمام احمدیوں کو عموماً اورنوجوانوں کو خصوصاً اس بات کی عادت ڈالنی چاہئے کہ وہ کثرت سے رسول کریم ﷺ کی ذات پر درود بھیجیں۔ کیونکہ درود ایک دعا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کی جاتی ہے کہ وہ رسول کریم ﷺ پر اپنی برکتیں اور رحمتیں نازل فرمائے اور آپ کے مدارج کو بلند فرمائے۔

(خطبات محمود جلد37ص 220)

فرمایا:اسی طرح... چیز جواسلام کی ترقی کے لیے ضروری ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکات اور آپؐ کے فیوض کا دنیا میں وسیع ہونا ہے اور ان برکات اور فیوض کو پھیلانے کا بڑا ذریعہ درود ہے۔ بے شک ہر نماز میں تشہد کے وقت درود پڑھا جاتا ہے مگر وہ جبری درود ہے اور جبری درود اتنا فائدہ نہیں دیتا جتنا اپنی مرضی سے پڑھا ہوا درود انسان کو فائدہ دیتا ہے۔ وہ درود بے شک نفس کی ابتدائی صفائی کے لیے ضروری ہے۔لیکن تقرُّب اِلَی اللہ کے حصول کے لیے اِس کے علاوہ بھی درود پڑھنا چاہیے۔ پس ...ہر شخص ...روزانہ درود پڑھنا اپنے اوپر فرض قرار دے لے۔ یہ اس کا اختیار ہے کہ خواہ فجر کے وقت پڑھ لے، خواہ ظہر کے وقت پڑھ لے، خواہ عصر کے وقت پڑھ لے، خواہ مغرب کے وقت پڑھ لے، خواہ عشاء کے وقت پڑھ لے، خواہ سونے سے پہلے پڑھ لے۔ بہرحال ... روزانہ درود پڑھ لیا جائے۔ مگر درود پڑھنے کے یہ معنے نہیں کہ انسان محض درود کے الفاظ اپنی زبان سے دہراتا جائے بلکہ اسے چاہیے درود سمجھ کر پڑھے۔ یہ نہیں کہ خالی مُنہ سے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کہہ دیا جائے بلکہ جب انسان اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہے تو اسے پتہ ہو کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ اے خدا! تُو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما، آپؐ کے درجات کو بلند کر، آپؐ کی تعلیم کو دنیا میں پھیلا، آپؐ کا نور دنیا میں روشن کر اور آپؐ جس کام کے لیے دنیا میں بھیجے گئے ہیں اُس میں آپؐ کو کامیاب فرما۔ تاکہ ساری دنیا آپؐ کے جھنڈے کے نیچے آجائے،ساری دنیا صداقت کو قبول کر لے اور ساری دنیا آپؐ کی غلامی کو اختیار کرلے۔ جب کوئی شخص اس درد سے درود پڑھے گا کہ دنیا کو آپؐ کے ذریعہ سے ہدایت حاصل ہو اور آپؐ کا لایا ہوا نور وہ قبول کرلے تو یہ لازمی بات ہے کہ خدا تعالیٰ اس شخص کو بھی اِس امر کی توفیق عطافرما دے گا کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار کو پھیلانے میں حصہ لے اور آپؐ کے احکام کی دنیا میں اشاعت کرے...بہرحال ہماری جماعت کو درود پڑھنے کی طرف بھی خاص طور پر توجہ کرنی چاہیے...میں سمجھتا ہوں اگر ہماری جماعت کے دوست یہ قدم اٹھا لیں تو ...درود کا وِرد ان شاء اللہ بڑھتا جائے گا اور پھر ان کے دلوں میں خودبخود نیکی اور تقویٰ پیدا ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فیوض سے وہ حصہ لینا شروع کردیں گے اور انوارِ الٰہیہ بھی جلد جلد نازل ہونے لگ جائیں گے۔

(خطبات محمود جلد25ص344تا346)

ہمارے پیارے اِمام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس فرماتے ہیں :

درود شریف پر بہت زیادہ زور دیں کہ... یہ نسخہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں بتایا ہے اور آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق نے اپنے عملی نمونہ سے دُرود شریف کی برکات ہمارے سامنے پیش فرما کر ہمیں اس طرف خاص طور پر توجہ دلائی ہے۔ لیکن ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ دُرود پڑھنے کے لئے اپنے آپ کو اس معیار کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرنی ہو گی جس سے دُرود فائدہ دیتا ہے۔ اگر آنحضرت ﷺ پر درود بھیج رہے ہیں تو آپؐ کے مقام کی پہچان بھی ہمیں ہونی چاہئے...آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لئے ہمیں جو دعائیں سکھائی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے ساتھ ان لوگوں کی محبت بھی مانگی ہے جو اللہ تعالیٰ سے محبت میں بڑھانے کا ذریعہ بنے جیسا کہ ایک دعا میں آپ نے یہ سکھایا کہ

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یَّنْفَعُنِیْ حُبُّہٗ عِنْدَکَ

(ترمذی۔ کتاب الدعوت )

کہ اے اللہ! مجھے اپنی محبت عطا کر اور اس محبوب کی محبت جوتیرے حضور میرے کام آئے اور سب سے زیادہ کام آنے والی محبت آنحضرت ﷺ سے محبت ہے۔ نفع دینے والی محبت آنحضرت ﷺ سے محبت ہے جو اللہ تعالیٰ کے قریب کرتی ہے۔ اور یقیناً ان لوگوں سے بھی محبت اللہ تعالیٰ کا قرب دلاتی ہے جن سے آنحضرت ﷺ نے محبت کی۔ جہاں ہمارا کام یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ہر حکم کی اور ہر کام کی پیروی کریں وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ جن سے آپؐ نے محبت کی ان سے ہم بھی محبت کریں۔ اور بے شمار روایات ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جہاں اپنی جسمانی اور روحانی آل سے محبت کی یعنی جسمانی آل سے جن کا روحانی تعلق بھی تھا اور ہے ان سے محبت کی وہاں صرف جو روحانی اولاد تھی، آپ کے ماننے والے تھے، صحابہؓ تھے، ان سے بھی محبت کی۔ اس کا اظہار اس سے ہوتا ہے کہ اُمّت کے جو لوگ دُرود بھیجیں گے اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے گا اور اس پر آپ بے انتہا خوش ہیں۔ وہی نہیں جو اس وقت کے صحابہؓ تھے بلکہ تا قیامت آنے والے تمام وہ لوگ جو آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے کیونکہ ان سے رحمت کا سلوک فرمانا ہے تو اس بات سے آنحضرتؐ کو بے انتہاء خوشی پہنچ رہی ہے اور خوشی تبھی پہنچتی ہے جب حقیقی محبت ہو...پس پھر میں کہوں گا کہ آج کل ہم احمدیوں کو چاہئے کہ... درود شریف بھی بہت پڑھیں۔

(خطبہ جمعہ 2جنوری2009ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں کثرت سے درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

********

## ”نادار مریضان“کی مالی مدد

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

” اور خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تمہیں دیا ہے پیشتر اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے تو وہ کہے اے میرے رب! کاش تو نے مجھے تھوڑی سی مدت تک مہلت دی ہوتی تو میں ضرور صدقات دیتا اور نیکوکاروں میں سے ہو جاتا“

(المنافقون: 11)

ایک حدیث قدسی ہے آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں ۔

” اے ابن آدم !تو دل کھول کر خرچ کر۔ اللہ تعالیٰ تجھ پر بھی خرچ کرے گا۔“

(مسلم کتاب الزکوٰۃ)

انجینئر محمود مجیب اصغر

# حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے قبل از خلافت کے چند ایمان افروز واقعات

اس عاجز کے آباؤاجداد کا بنیادی طور پر تعلق حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے مولد و مسکن بھیرہ سے ہے۔ اس عاجز کی پیدائش اور میٹرک تک ابتدائی تعلیم بھی بھیرہ کی ہی ہے۔اس کے بعد ٹی آئی کالج ربوہ اور پھر انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں تعلیم حاصل کی اور عملی زندگی میں انجینئرنگ کے پراجیکٹس پر ملک بھر میں rolling stone بنا رہا۔اس عاجز کے بزرگ صحابہ کا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ سے قریبی تعلق تھا۔ وہ جلسہ سالانہ قادیان پر حضورؓ کے ہی مبارک گھر میں ٹھہرتے تھے اور آپؓ کے ذریعے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دامن سے وابستہ ہوئے تھے۔

اس عاجز کی ایکٹو سروس سے ریٹائرمنٹ اٹک میں ہوئی جہاں تقریباً 5 سال قیام رہا۔اس دوران ضلع کی مختلف جماعتوں اور افراد سے قریبی تعلق رہا۔گزشتہ دنوں جامعہ احمدیہ کے ایک بچے کو تاریخ احمدیت ضلع اٹک پر مقالہ ملا جس کا اس عاجز کو نگران مقرر کیا گیا۔اس سے قبل اس عاجز کے اٹک میں احمدیت کےآغاز اور اٹک کے صحابہ اور امراء اضلاع وغیرہ پر معلوماتی مضامین الفضل میں کئی سال پہلے شائع ہو چکے ہیں۔ اس پس منظر اور اسی کے تسلسل میں یہ معلومات بھی سپرد قرطاس ہیں۔

ضلع اٹک میں ایک نہایت معزز احمدی خاندان کوٹ فتح خان میں آباد ہے۔ جن کی رشتہ داری حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی حرم اوّل سے جا ملتی ہے۔کوٹ فتح خان جو کہ اب ضلع اٹک کی تحصیل فتح جنگ میں ہے، کی اپنی ایک rich تاریخ ہے۔ اس کو چھوڑتے ہوئے یہ عاجز اصل مقصد کی طرف آتا ہے۔

ملک سلطان رشید آف کوٹ فتح خان(سابق امیر ضلع اٹک) نے اس عاجز سے ایک مرتبہ ذکر کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا کوٹ فتح خان کے رؤساء سے دوستانہ تعلق تھا اور ان کے چند ایمان افروز واقعات کا انہیں علم ہے۔

اس عاجز کی درخواست پر انہوں نے بذریعہ خط محررہ 14 جنوری 2020ء چند واقعات تحریر کر کے بھیجے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ

امید ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیریت ہوں گے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے بعض واقعات جو خلافت سے پہلے کے ہیں اور ان کا تعلق کوٹ فتح خان سے بھی ہے وہ لکھ کر آپ کی طرف بھیج دوں۔ سو یہ تحریر اسی بارے میں ہے۔

کوٹ فتح خان کا ذکر ایک جگہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے ’’ تحدیث نعمت‘‘ میں بھی کیا ہے۔ جب انہوں نے والیٔ کوٹ فتح خان سردار سر محمد نواز خان کا ایک کیس پریوی کونسل میں کامیابی سے لڑا ۔یہ ذکر خاکسار نےاس لئے کیا ہے کیونکہ خاکسار نے یہ واقعات سردار صاحب موصوف سے سنے ۔ سردار سر محمد نواز خان سردار فتح خان کے نواسے سردار محمد علی خان کے بیٹے تھے۔

کوٹ فتح خان گاؤں ایک مغل سردارفتح خان کی ملکیت تھا اور اس کے ارد گرد کے تقریباً 50گاؤں بھی ان کی ملکیت تھے۔

خاکسار نے جب سردار صاحب سے پوچھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اور سردار فتح خان کا آپس میں تعارف کب اور کیسے ہوا تو انہوں نے کہا کہ اس کا تو مجھے علم نہیں البتہ اتنا وہ جانتے ہیں کہ حضور سردار فتح خان صاحب کے پاس کبھی کبھار آیا کرتے تھے اور ان کا قیام کئی روز کا ہوتا تھا اور وہ بنگلہ نمبر 5 پر ٹھہرا کرتے تھے۔ جو کہ گاؤں کی آبادی سے باہر ہے اور یہ اس وقت بطور مہمان خانہ کے استعمال ہوتا تھا۔ اندازہ یہی ہے کہ یہ بنگلہ اس وقت 175 سال سے زیادہ پُرانا ہے۔

اس تمہید کے بعد ان واقعات کی طرف آتا ہوں۔

ایک دفعہ حضورؓ یہاں آئے ہوئے تھے اور 5نمبر بنگلہ پر ہی ٹھہرے ہوئے تھے۔ سردار فتح خان صاحب سے حضورؓ کی ملاقات دن کے وقت کسی معین وقت پر ہوتی تھی۔ باقی وقت ایک مصروفیت یہ تھی کہ کچھ غریب لوگ ادھر ادھر سے سن کر کہ حکیم صاحب آئے ہوئے ہیں مفت علاج کے لئے آجاتے تھے۔

ایک دن کسی شخص کو شرارت سوجھی اس نے حضورؓ کی حکمت کا امتحان لینے کی ٹھانی اور ایک شیشی میں اپنی بھینس کا پیشاب بھر کر لے آیا اور کہنے لگا کہ میری بیوی بیمار ہے خود نہیں آسکتی میں اس کا پیشاب لے کر آیا ہوں کہ شاید یہ دیکھ کر آپ کوئی علاج تجویز کر سکیں۔حضور نے شیشی نہیں پکڑی بلکہ اسے کہا کہ شیشی پکڑ کر اس طرح اس کو اونچا کرو کہ سورج کی کرنیں براہ راست اس پر پڑیں۔ اس نے ایسا ہی کیا آپ نے تھوڑا وقت اسے دیکھ کر کہا اسے بنولوں کی کھل کھلایا کرو ٹھیک ہو جائے گی۔ یہاں اکثر لوگ اپنی بھینسوں کو کھلاتے ہیں۔

دوسرا واقعہ جو انہوں نے سنایا وہ یہ تھا کہ سردار فتح خان کا ایک پرانا ملازم تھا۔ اس کی بیوی کو بہت لمبے عرصے سے بخار تھا، بہت علاج کروائے لیکن آرام نہیں آیا۔ ایک دن اس نے سردار صاحب سے کہا کہ اتفاق سے حکیم صاحب آئے ہوئے ہیں ان سے بھی علاج کروا لیتے ہیں آپ سفارش کر دیں انہوں نے کہا سفارش کی ضرورت نہیں تم خود جا کر عرض کرو کہ وہ مریضہ کو دیکھ کر کوئی علاج تجویز کریں۔اس پر وہ حاضر خدمت ہوا اور حالات بتائے۔ آپ نے مفتی فضل الرحمن سے کہا کہ وہ سائل کے ساتھ گاؤں جائیں۔ وہ راستے میں سوچنے لگا کہ میں نے تو حکیم صاحب کو خود چلنے کے لئے کہا تھا انہوں نے اپنے ایک شاگرد کو بھیج دیا ہے۔ بہر حال جب یہ لوگ مریضہ کے گھر پہنچے تووہاں انہوں نے دو تین چارپائیاں صحن میں رکھی ہوئی تھیں جن میں سے ایک پر وہ مریضہ بیٹھی ہوئی تھی اور اس کا چہرہ صحن کے دروازے کی طرف تھا۔ مفتی صاحب دروازے میں ہی رُک گئے۔ اس پر مریضہ کے خاوند نے کہا اندر تشریف لے چلیں اور نبض وغیرہ دیکھیں۔انہوں نے کہا کہ مریضہ کو میں نے دیکھ لیا ہے اب واپس جا کر نسخہ تجویز کرتا ہوں۔

اب وہ ملازم سوچنے لگا کہ ایک تو حکیم صاحب نے شاگرد کو بھیجا

دوسرے شاگرد نے نبض تک نہیں چیک کی تو علاج کیا ہوگا۔ بہر حال مفتی صاحب نےایک کاغذ پر نسخہ لکھ کر حضورؓ کو دکھایا حضورؓ نے فرمایا نسخہ تو ٹھیک ہے۔ البتہ میری طرف سے یہ اضافہ ہے کہ ایک ہفتہ تک مریضہ کو کھانے کی جگہ صرف گائے کے گوشت کے کباب صبح شام دیئے جائیں۔ یہ سن کر وہ شخص سخت گھبرایا کیونکہ کباب تو بخار میں مضر خیال کئے جاتے ہیں۔بہر حال واپس آکر سردار صاحب سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا کہ جیسے حکیم صاحب کہتے ہیں ایسے ہی کرو۔ چوتھے، پانچویں دن مریضہ صحت یاب ہو گئی

تیسرا واقعہ کچھ یوں ہے کہ سردار فتح خان کی وفات کے بعد ان کے نواسے سردار محمد علی خان والیٔ کوٹ فتح خان ہوئے۔ انہیں دھوکہ سے زہر ملا دودھ پلایا گیا لیکن چونکہ انہوں نے صرف ایک ہی گھونٹ پیا تھا اس لئے فوراً تو موت واقع نہ ہوئی لیکن آہستہ آہستہ باوجود علاج کروانے کے صحت بہت کمزور ہوتی گئی۔ اس پر انہوں نے سوچا کہ قادیان جا کر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ سے علاج کروایا جائے۔ لیکن اس میں دقت یہ پیدا ہوئی کہ سردار محمد علی خان پیر مہر علی گولڑوی کے مرید تھے۔چنانچہ آدمی بھیج کر اجازت لینے کی کوشش کی گئی جو کہ نہ مل سکی کچھ عرصہ مزید گزر گیا۔ایک دن ملک اعتبار خان کھنڈہ (ملک اللہ یار خان کھنڈہ سابق ممبر قومی اسمبلی کے دادا) طبیعت پوچھنے آئے جب انہیں حالات کا علم ہوا تو وہ گولڑہ گئے اور پیر صاحب سے تھوڑا بہت جھگڑا کر کے ان کے قادیان جانے کی اجازت اس شرط پر لے لی کہ ملک صاحب خود سردار صاحب کے ساتھ قادیان جائیں گے۔ چنانچہ ان کے کہنے کے مطابق انہیں ایک مکان میں ٹھہرایا گیا وہیں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ سردار صاحب کو دیکھنے آئے۔ حضورؓ آکر سردار صاحب کے بستر کے پاس کھڑے ہو گئے نبض وغیرہ نہیں دیکھی فرمایا زہر دیا گیا ہے۔ ملک اعتبار خان نے کہا 'جی' پھر فرمایا6ماہ پہلے دیا گیا ہے۔ ملک صاحب نے پھر کہا 'جی' تو فرمایا پھر اتنا عرصہ کہاں رہے؟ اس پر ملک صاحب خاموش رہے تو حضور نے کہا پیر صاحب نے منع کیا ہوگا ملک صاحب نے کہا 'جی'حضور نے فرمایا آپ سردار محمد علی خان کو نہیں لائے ان کی لاش لائے ہیں۔ میں صرف ایک دوا دے سکتا ہوں جس کے بعد سردار صاحب شاید کوٹ پہنچ جائیں اور شاید نہ پہنچیں چنانچہ واپسی پر ابھی کوٹ سے تین چار میل کے فاصلہ پر تھے کہ انتقال ہو گیا۔

والسلام

خاکسار ملک سلطان رشید خان

*******

# برکت والا آیا رمضان

برکت والا آیا رمضان
چند یوم کا ہے مہمان
خدا کا ہوا ہم پہ احسان
رحمت لیے آیا رمضان

اس ماہ کی کرم نوازی ہے
ہر بندہ دوجے سے راضی ہے
اب روزی کشادہ ہوگی
اور روٹی تازہ ہوگی

اب نفرت دور کریں گے ہم
جہالت دور کریں گے ہم
دلوں کو صاف پاکیزہ کر
غلاظت دور کریں گے ہم

کیوں دین کو فرقہ فرقہ کریں
رمضان سے ایک مشق کریں
ہم سب ہی اللہ کے پیارے ہیں
سب مسلم نبی کو پیارے ہیں

رمضان سبق سکھاتا ہے
کیا دین ہے بتلاتا ہے
ہے دین ہمارا دین مکمل
یہ بات نہیں ہم سے اوجھل

کیوں نہ اک عہد کریں
اپنے اندر اک دید کریں
درس قرآن جو دیتا ہے
رب قادر جو چاہتا ہے

پیارے نبی کا جو فرمان
اس سے ہے ہماری پہچان
اس ماہ سے فائدہ لیتے ہیں
گناہ اپنے سارے دھوتے ہیں

اس ماہ میں مشق کریں ہم سب
راضی رب کو کریں ہم سب

آؤ پوری عمر کا عہد کریں
ہم دین پہ چلیں قرآن کی سنیں
کہ رحمت والا آیا رمضان
برکت والا ہے مہمان

امۃ المتین

# ایڈیٹر کی ڈاک

## تاثرات۔آراء۔تجاویز

مکرمہ ناصرہ ایوب فرینکفرٹ جرمنی سے لکھتی ہیں۔

مکرم محترم مدیر صاحب روزنامہ الفضل آن لائن یو کے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ خدا کے فضل کے ساتھ ہرپرچہ الفضل کا ہمیشہ کی طرح بہت شاندار ہوتا ہے اور خاکسار کا توہر روز کچھ لکھنے کو دل کرتا ہے۔گزشتہ ہفتے دو بزرگوں کی وفات کی وجہ سے دل میں بہت افسردگی رہی اور دل سے دعا نکلی کہ کتنے خوش نصیب ہوتے ہیں اس طرح کے انسان جن کا ذکر خیر خلیفۃ المسیح اپنے خطبہ میں فرماتے ہیں اور ان لوگوں نے تو اپنی زندگیاں امر کر دیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے آقا کو صحت وسلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے اوراس صدمے کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور صبر جمیل عطا فرمائے آمین ۔ گزشتہ پرچے میں ایک بہت ہی پیارے حضرت مرزا عبدالحقؓ کا ذکر خیر پڑھا بہت اچھا لگا ہماری بھی کچھ یادیں ان کے ساتھ وابستہ ہیں بچپن میں خاکسار اپنے والدین کے ساتھ ایک سال سرگودھا شہر میں بھی رہی ہمارے پیارے ابا جان شیخ حمید احمد کے ساتھ ان کا تعلق بہت محبت والا تھا اس لئے وہ یادیں تازہ ہوئیں پھر ناصرات کے زمانے میں ایک دفعہ مجھے بہت اچھی طرح یاد ہے کہ انہوں نے سورہ انفال کا درس ربوہ میں تعلیم القرآن کلاس میں دیا جس کا حرف حرف ابھی بھی سورہ انفال سامنے آتے ہی یاد آجاتا ہے ان کی یادیں وابستہ ہو جاتیں ہیں اللہ تعالیٰ ہمارے بزرگوں کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔آمین ایک اور پرچہ جو یو کے کے بارے میں تھا بڑا دلچسپ اور معلوماتی تھا جماعت کے بارے میں بھی معلومات اس میں موجود تھیں ۔ خاکسار ایک گزارش کرنا چاہتی ہے اپنے بزرگوں سے کہ اگر ان کے پاس ان کی آغوش میں ان کے پوتے پوتیاں یا نواسے نواسیاں ہیں تو بزرگ ان بچوں کو اردو بھی سکھائیں اور ان سے الفضل بھی سنا کریں اس کی برکتیں اتنی ہیں جن کا شمار نہیں یہ تو روزانہ کا تازہ گلدستہ ہے میرے پاس اس کے لئے الفاظ نہیں ہیں مجھے آدھی رات نیند نہیں آرہی تو بے چینی دور کرنے کے لئے الفضل پڑھنا شروع کر دیتی ہوں آپ نے بھی سکون لینا ہو تو الفضل کا مستقل مطالعہ کریں اور سب موجد الفضل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں۔

******

# دُعا اور اس کی قبولیت

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

’’میرے ساتھ عادت اللہ یہ ہے کہ جب میں کسی امر کے واسطے توجہ کرتاہوں اور دعا کرتا ہوں تو اگر وہ توجہ اپنے کمال کو پہنچ جائے اور دُعا اپنے انتہائی نقطہ کو حاصل کرلے تب ضرور اس کے متعلق کچھ اطلاع دی جاتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جب انسان خدا تعالیٰ سے دُعا کرتا ہے تو اکثر خدا تعالیٰ اپنے بندے کی دُعا قبول کرتاہے لیکن بعض دفعہ خدا تعالیٰ اپنی بات منواتا ہے ۔ دو دوستوں کی آپس میں دوستی کے قائم رہنے کی یہی نشانی ہوتی ہے کہ کبھی اس نے اُس کی بات مان لی اور کبھی اُس نے اس کی بات مان لی۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہمیشہ ایک ہی دوسرے کی بات مانتا رہے اور وہ اپنی بات کبھی نہ منوائے ۔ جو شخص یہ خیال کرتاہے کہ ہمیشہ اس کی دُعا قبول ہوتی رہے اور اسی کی خواہش پوری ہوتی رہے وہ بڑی غلطی کرتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے قرآن شریف میں دو آیتیں نازل فرمائی ہیں۔ ایک میں فرمایا ہے اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (المومن:61)تم دعا مانگو میں تمہیں جواب دوں گا۔ دوسری آیت میں فرمایا ہے۔ وَلَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ۔۔۔ الخ(البقرۃ:156) یعنی ضرور ہے کہ تُم پر قسما قسم کے ابتلاء پڑیں اور امتحان آئیں اور آزمائشیں کی جاویں تاکہ تم انعام حاصل کرنے کے مستحق ٹھہرو۔ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی آزمائش کرتاہے لیکن جو لوگ استقامت اختیار کرتے ہیں خدا تعالیٰ ان کو ضائع نہیں ہونے دیتا۔ دُعا کے بعد کامیابی اپنی خواہش کے مطابق ہو یا مصلحتِ الٰہی کوئی دوسری صورت پیدا کردے ہر حال میں دُعا کا جواب ضرور خدا تعالیٰ کی طرف سے مل جاتاہے ۔ ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ دُعا کے واسطے اس کی حدتک، جو ضروری ہے تضرع کی جاوے اور پھر جواب نہ ملے۔‘‘ (ملفوظات جلد پنجم ص53)

# احمدی کاروباری لوگ ان دنوں میں غیر ضروری منافع بنانے کی کوشش نہ کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ مورخہ 10۔ اپریل 2020ء میں فرمایا ۔

’’بعض احمدی کاروباری لوگوں کے لئے کہ جو احمدی کسی کاروبار میں ہیں وہ ان دنوں میں اپنی چیزوں پر غیر ضروری منافع بنانے کی کوشش نہ کریں اور غیر ضروری منافع بنانے کی بجائے خاص طور پر کھانے پینے کی چیزوں میں اور ضروری لازمی اشیاء میں کم سے کم منافع پر بیچیں اوریہی انسانیت کی خدمت کے دن ہیں جس کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی تلقین فرمائی ہے کہ ہمدردی کا جذبہ پیدا کرو۔ حقوق العباد کی ادائیگی کے یہی دن ہیں اور اس ذریعہ سے یہ خدا تعالیٰ کا قرب پانے کے بھی دن ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو جو بھی کاروباری لوگ ہیں اس کی توفیق عطا فرمائے کہ وہ بجائے غیر ضروری منافعوں کے ایک ہمدردی کے جذبے کے تحت اپنے کاروباروں کو بھی ان حالات میں چلائیں۔‘‘

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

# ذکر الٰہی شیطان کے خلاف پناہ گاہ اور قرب الٰہی کا ذریعہ ہے

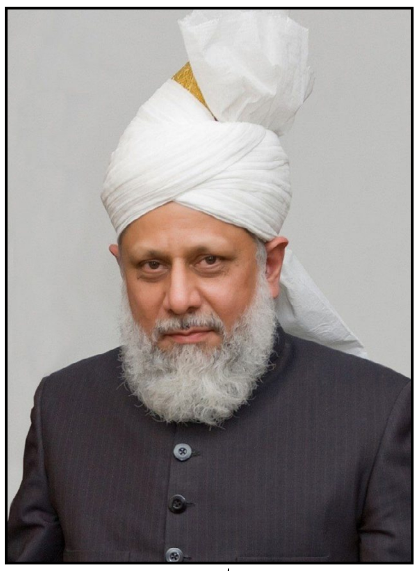

سیدنا حضرت احمدخلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیزفرماتے ہیں۔

اگر ہماری کمزوریوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ہمیں رمضان میں قبولیت دعا اور اپنے قرب کے نظارے دکھائے تو یہ اس بات کا احساس دلانے کے لئے ہیں اور یہ ہمیں اس طرف توجہ دلانے کے لئے ہیں کہ میں نے جو قرب تمہیں عطا کیا ہے اسے مستقل قائم رکھنے کی کوشش کرنا۔ اللہ تعالیٰ پر کوئی پابندی نہیں ہے کہ وہ صرف رمضان کے مہینہ میں ہی قریب آئے گا یا کوئی شخص کوئی عمل کرے یا نہ کرے اس نے ضرور رمضان کے مہینہ میں ہی اسے قرب عطا کرنا ہے۔ یہ مہینہ یا یہ دن جو اس نے خاص کئے ہیں تو یہ توجہ دلانے کے لئے کئے ہیں کیونکہ جب جماعتی طور پر اس طرف توجہ ہوتی ہے تو کمزور بھی اس طرف توجہ کرتے ہیں ورنہ اس کا یہ اعلان ہر وقت کے لئے ہے کہ ’’اِنِّیۡ قَرِیۡبٌ‘‘۔کہ میں تو تمہارے ہر وقت قریب ہوں۔ پس آؤ اور میرے قرب سے فیض اٹھاتے رہو۔ رمضان میں کیونکہ تم جماعتی رنگ اور ایک کوشش کے ساتھ میرے قریب آنے اور مجھ سے مانگنے کی کوشش کرتے ہو اس لئے میں اپنے خاص احسان کے تحت اپنی برکات میں اضافہ کر دیتا ہوں۔ ورنہ دعاؤں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی قربت کے حصول کا ذریعہ بتاتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمارا ربّ رات کے درمیانی حصہ میں بندے کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ فرمایا پس اگر تم سے ہو سکے تو اس گھڑی تم اللہ کا ذکر کرنے والوں میں سے بن جاؤ یا اگر بن سکو تو ضرور بنو۔ (سنن الترمذی ابواب الدعوات باب منہ حدیث 3579) پس رمضان کے دنوں میں بہت سے لوگوں کو نفل پڑھنے کی جو عادت پڑی ہے اگر اس میں وہ باقاعدگی اختیار کرنے کی کوشش کریں اور اس کے لئے وہ دعا بھی کریں اور رات کو پختہ ارادہ کر کے سوئیں تو اللہ تعالیٰ کی اس قربت سے ہمیشہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ کا قرب ہو تو انسان اللہ تعالیٰ کی پناہ میں اور اس کے حصار میں ہوتا ہے اور یہ قرب رات کی دعاؤں کے ساتھ دن کے وقت بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر اور عبادات سے حاصل ہوتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے ذکر الٰہی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے بڑے تنبیہ والے الفاظ میں فرمایا کہ ذکر الٰہی کرنے والے اور ذکر الٰہی نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔(صحیح البخاری کتاب الدعوات حدیث 6407)پس یہ زندگی کے سامان تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے سارا سال ہی رکھے ہیں، قربت کے سامان تو سارا سال کیلئے رکھے ہیں۔ قبولیت دعا کے سامان تو ہر وقت کیلئے مہیا فرمائے ہیں۔ اپنے آپ کو صرف چند دنوں تک محدود کر کے باقی دنوں میں خدا تعالیٰ کی بات کی طرف توجہ نہ دینا انسان کو مردہ کر دیتا ہے۔ اگر ہم نے حقیقی زندگی حاصل کرنی ہے تو پھر سال کے باقی گیارہ مہینوں میں بھی خدا تعالیٰ کو یاد رکھنا ضروری ہے۔ آنحضرت ﷺ نے تو ایک جگہ تاکیداً اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اسے یاد کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اللہ کو زیادہ یاد کرو اور ذکر کی مثال ایسی سمجھو کہ جیسے کسی آدمی کا اس کے دشمن نہایت تیزی کے ساتھ پیچھا کر رہے ہوں یہاں تک کہ اس آدمی نے بھاگ کر ایک مضبوط قلعہ میں پناہ لی اور دشمن کے ہاتھ لگنے سے بچ گیا۔ فرمایا کہ اسی طرح بندہ شیطان سے نجات نہیں پا سکتا مگر اللہ کی یاد کے ساتھ۔(سنن الترمذی ابواب الامثال حدیث 2863)پس اللہ تعالیٰ نے اپنے حصار میں صرف خاص دنوں میں ہی نہیں رکھا بلکہ اس کا اِنِّیۡ قَرِیۡبٌ (البقرہ:187) کا اعلان ہر وقت اور ہر جگہ ہے۔ اس کی مضبوط پناہ گاہیں ہر جگہ موجود ہیں اور ہر وقت موجود ہیں اور ہر وقت مومن کو پناہ دینے کے لئے ان کے دروازے کھلے ہیں اور شیطان کو روکنے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو شیطان سے بچانے کیلئے ہر وقت اللہ تعالیٰ کے مستعد حفاظت کرنے والے محافظ ان جگہوں پر کھڑے ہیں۔ اگر انسان ہی اپنی بے عقلی سے کام لیتے ہوئے اپنے دشمن سے بچنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی پناہ گاہ کی طرف دوڑنے کی بجائے خطرناک راستوں کی طرف چلنا شروع کر دے تو پھر یہ انسان کا اپنا قصور ہے اور اس کی بے وقوفی کی، کم عقلی کی انتہا ہے۔ پس رمضان میں جس محفوظ حصار میں آنے اور جس مضبوط قلعہ میں آنے کی کوشش کی ہے اور پناہ لی ہے ہمارا کام یہ ہے کہ اب اس پناہ میں رہنے کیلئے تمام احتیاطوں کو استعمال کریں۔ یہ نہ ہو کہ ہماری کسی بے احتیاطی کی وجہ سے، لاپرواہی کی وجہ سے ہم قلعہ سے باہر نکل کر اپنے بدترین دشمن کے ہاتھ لگ جائیں۔ (خطبہ جمعہ 30جون 2017ء)

*******

## ہر احمدی دعا کے قلعہ میں پناہ لے

سیدنا حضرت احمدخلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیزفرماتے ہیں۔

’’جب ہمارا خدا اس شان والا ہے تو پھر ہمیں خوف کی ضرورت نہیں۔ ہاں امتحان آتا ہے بعض قربانیاں دینی پڑتی ہیں لیکن آخر فتح بھی پھر اسی کی ہے جس کے ساتھ خداتعالیٰ ہو اور جماعت احمدیہ کی تاریخ بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر موقع پر جماعت کو اپنی پناہ میں لیا ہے اور دشمن ناکام و نامراد ہی ہوا ہے۔ پس اگر ضرورت ہے تو اس بات کی کہ ہم اللہ تعالیٰ کے مضبوط قلعہ میں پناہ لینے کے لئے اپنی دعاؤں اور ذکر کو نہ صرف قائم رکھیں بلکہ بڑھائیں۔ پاکستان میں بھی جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہر احمدی کا کام ہے کہ دعاؤں کی طرف توجہ دے۔ جو سمجھتے ہیں کہ ان کو براہ راست کوئی خطرہ نہیں ہے اور اس بات نے انہیں دعاؤں میں سست کر دیا ہے، دعاؤں کی طرف پوری توجہ نہیں ہے وہ بھی یاد رکھیں کہ ان پر بھی امتحان اور ابتلاء کا دَور آ سکتا ہے اور اگر ایمان بچانا ہے تو اپنے ایمان کو بچانے کے لئے انہیں بھی اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہی آنا پڑے گا۔ اس لئے اس سے پہلے کہ ایسی حالت ہو دعاؤں کی طرف توجہ کریں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 30جون 2017ء)

| 25۔اپریل 2020ء | | وقت سحر | وقت افطار |
|---|---|---|---|
| مکہ مکرمہ | | 04:36 | 18:44 |
| مدینہ منورہ | | 04:30 | 18:48 |
| قادیان | 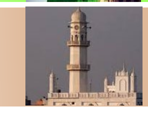 | 04:21 | 19:04 |
| ربوہ | 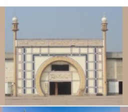 | 04:01 | 06:46 |
| اسلام آباد ٹلفورڈ | 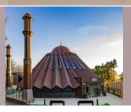 | 03:28 | 20:16 |